الرد على المتعصب الملعون من ينتقد فی امام المظلوم

یہ اس ملعون کا رد ہے جو امام حسن ع کی صلح پر تنقید کرتا ہے

تحقیق: ابو عمار الرازی

کچھ دنوں پہلے میں نے سنن الکبری للبیھقی سے صحیح روایت پیش کی تھی جو کہ درج ذیل ہے

سیدنا عمار بن یاسر فرماتے ہیں

لَا تَقُولُوا : كفر اهل الشَّام ، ولكن قُولُوا : فَسَقُوا أَوْ ظَلَمُوا

یہ نہ کہو کہ اہل شام نے کفر کیا بلکہ یہ کہو انہوں نے فسق کیا اور ظلم کیا

(سنن الکبری للبیھقی ج8 ص422 وسندہ صحیح)

تو اس پہ ایک غلیظ ترین غالی یزیدی ناصبی نے جاہلانہ سوالات اُٹھائے ہیں

کہتا ہے کہ اگر امیر شام بقول سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فاسق اور ظالم تھے تو امام حسن (ع) نے اُن سے صلح کیوں کی؟ اور خلافت کیوں سپرد کی؟

جواب, اول تو صلح کا حکم قرآن میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ؑإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيم

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کے لیے جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بے شک وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

سورۃ الانفال: 61

یہاں پر تو کفار کے ساتھ صلح کرنے کا حکم ہے اگر وہ صلح کی پیشکش کریں تو امیر شام کا تو معاملہ ہی اور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی کفار کے ساتھ صلح حدیبیہ کی تھی۔ تو کیا اِس سے کفار صحیح اور نیک ثابت یوئے؟ پھر یہ جاہل ناصبی ضعیف العقل انسان نما جانور کہتا ہے ہے کہ کیا صلح حدیبیہ اور صلح حسن (ع) کا موازنہ ٹھیک ہے؟ کیا رسول ﷺ نے کفار کو ریاست سونپ دی تھی؟

تو اِس گدھے سے اسی کے ناصبی اُصول کے مطابق عرض ہے کہ اُس وقت مکہ خانہ کعبہ شریف کن کے سپرد تھا؟ جبکہ مسلمان اُس وقت قوی تھے کیوں صلح کی رسول اللہ ﷺ نے حملہ کیوں نہ کیا جنگ کیوں نہ کی، کیوں نہ چھینا، کیوں اُن کے پاس رہنے دیا؟ اور حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ جو کہ اتنے عرصہ بعد آزاد ہوئے تھے کیوں انہیں کفار

کے حوالے کیا؟ جبکہ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے انہیں صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو ایسا نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

اسی طرح امام حسن (ع) نے بھی جمل اور صفین بذات خود لڑی تھیں۔ اسی طرح امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی امیر شام سے کی گئی صلح سے امام علی علیہ السلام کی جنگیں غلط نہ ہوں گی اور نہ ہی امیر شام کی حکومت ٹھیک ہو گی یا اُسے جواز مل جائے گا۔ کیا کفار مکہ ظالم اور فاسق نہ تھے؟ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اُن کے ساتھ صلح کی؟ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اتباع میں امیر شام سے صلح کی؟ اگر یہ باطل ناصبی اُصول ماننا ہے تو پھر معاذ اللہ بدر، احد اور خندق کو بھی غلط مانو، کفار کے کرتوتوں کو جواز دو اور اپنا ایمان تباہ و برباد کرو۔ خیر ایمان تو ویسے ہی اِس ناصبی کا برباد ہے۔ ورنہ تو یہ ایسا جاہلانہ اور بھونڈا اعتراض نہ کرتا۔

امام حسن مجتبیٰ (ع) تو لشکر لے کر امیر شام سے لڑنے گئے تھے مگر امیر شام نے صلح کی پیشکش کر دی جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعْتُ الحَسَنَ، يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللَّهِ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ العَاصِ: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لاَ تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللَّهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ: أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ، وَهَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ، فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولاَ لَهُ: وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلاَ عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا، وَقَالاَ لَهُ: فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ المُطَّلِبِ، قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا المَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا، قَالاَ: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ: فَمَنْ لِي بِهَذَا، قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنْبَرِ وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً، وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ

حضرت ابو موسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ) سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حسن بصری سے سنا، انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب حضرت حسن بن علی (ع) امیر معاویہ (ع) کے مقابلے میں پہاڑوں جیسا لشکر لے کر آئے تو حضرت عمرو بن عاص نے کہا: میں ایسے لشکروں کو دیکھ رہا ہوں جو اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک وہ اپنے مخالفین کو قتل نہ کر دیں۔ معاویہ جو ان (عمرو) سے بہتر تھے نے حضرت عمرو بن عاص سے کہا: اے عمرو! اگر انھوں نے اُن کو اور اُنھوں نے ان کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا؟ ان کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ ان کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟ پھر معاویہ نے قریش کے قبیلہ عبد شمس سے دو آدمی: عبد الرحمان بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر کریز، بھیجے اور ان سے کہا کہ اس شخص (حضرت حسن (ع)) کے پاس جاؤ اور صلح کی پیش کش کرو، اس سے صلح کے متعلق گفتگو کرو، چنانچہ وہ دونوں حضرت حسن (ع) کے پاس گئے، ان سے گفتگو کی اور صلح کی پیشکش سامنے رکھی۔ حضرت حسن بن علی (ع) نے ان سے فرمای: عبد المطلب کی اولاد ہیں اور ہمیں خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت پڑ گئی ہے اور یہ لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں انھیں بھی خون خرابہ کرنے کی لت پڑ چکی ہے۔ (یہ روپیہ پیسہ کے بغیر واپس نہیں ہوں گے۔) وہ دونوں کہنے لگے: معاویہ آپ کو اتنا اتنا پیسہ

دینے پر راضی ہیں اور آپسے صلح چاہتے ہیں، انھوں نے فیصلہ آپ کی صوابدید پر چھوڑا ہے اور آپ سے اس کا حل دریافت کیا ہے؟ حضرت حسن (ع) نے فرمایا: اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ انھوں نے عرض کیا: ہم اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ اسکے بعد حضرت حسن (ع) نے جس جس چیز کا مطالبہ کیا وہ دونوں یہی کہتے رہے کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں، چنانچہ حضرت حسن (ع) نے امیر معاویہ سے صلح کرلی۔ حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو بکرہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا جبکہ حسن بن علی (ع) آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ کبھی تو لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور فرماتے: "میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے سے مسلمان کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔" ابو عبداللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں: میرے استاد علی بن مدینی نے فرمایا: اس حدیث کی بدولت ہمارے نزدیک حضرت ابو بکرہ سے حضرت حسن بصری کا سماع صحیح ثابت ہوا ہے۔

(صحیح بخاری حدیث رقم: 2704، سلفی مترجم عبدالستار حماد)

امیر شام نے صلح کی پیشکش کی اور امام حسن مجتبی (ع) کے آگے قرآن کا حکم تھا اور اور اُن کے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا نمونہ تھا۔ امام حسن مجتبی علیہ السلام نے قرآن مجید کے آگے سر تسلیم خم کیا اور صلح کی طرف گئے۔ ورنہ تو یہی جمل اور صفین کی جنگیں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بھی لڑی تھیں۔

جو جنگیں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے لڑی تھیں ان میں مولا علی (ع) کو رسول اللہ ﷺ کی حمایت حاصل تھی

خبرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ الشَّيْبَانِيُّ ، بِالْكُوفَةِ مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ ، ثَنا أَبُو غَسَّانَ ، ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ ، ثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنُ رَجَاءٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ، قَال : ابْنُ أَبِي غَرَزَةَ ، وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ مُوسَى ، ثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنُ رَجَاءٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ، فَانْقَطَعَت نَعْلِه فَتَخَلَّف عَلِيّ يَخْصِفُهَا فَمَشَى قَلِيلًا ثُمَّ قَالَ : إِنَّ مِنْكُمْ مِنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْت عَلَى تَنْزِيلِهِ فاستشرف لَهَا الْقَوْم ، وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَنَا هُوَ ، قَال : لَا قَالَ عُمَرُ : أَنَا هُوَ ، قَال : لَا ، وَلَكِن خاصف النَّعْل يَعْنِي عَلِيًّا فَأَتَيْنَاه فَبَشّرْنَاه ، فَلَمْ

يَرْفَعْ بِهِ رَأْسَهُ كَأَنَّهُ قَدْ كَانَ سَمْعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاه

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جوتا ٹوٹ گیا۔ تو مولا علی (ع) اسے پیوند لگانے لگے، اس لئے وہ ذرا پیچھے رہ گئے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھوڑا چلے، پھر فرمایا: تم میں سے ایک شخص ایسا ہے جو قرآن کی تاویل پر اس طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اس کے نزول پر قتال کیا تھا۔ تو لوگ اپنے اپنے سر اونچے کرنے لگے۔ ان میں ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے پوچھا کیا وہ آدمی میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ جوتوں کو پیوند لگانے والا ہے (یعنی علی (ع) ہے) ہم نے مولا علی (ع) کو یہ خوشخبری سنائی لیکن انہوں نے اس بات پر سر نہ اٹھایا یوں لگتا تھا جیسے وہ یہ بات پہلے ہی رسول اللہ صلی "اللہ علیہ والہ وسلم سے سن چکے ہوں۔

المستدرک للحاکم حدیث رقم: 4621، صححہ الحاکم والذھبی علی شرط الشیخین، مسند احمد رقم: 11773، صحیح ابن حبان رقم: 6973، مسند ابی یعلی ج2 ص 341، 342، المصنف لابن ابی شیبۃ رقم: 32745، وسندہ صحیح

مولا علی (ع) کے جنگوں کی حمایت تو خود رسول اللہ ﷺ نے کی ہے۔ اور اِن جنگوں میں امام حسن (ع) نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ تو یہ قطعا ہو ہی نہیں سکتا کہ امام حسن (ع) اپنی اُن لڑی ہوئی جنگوں کو غلط کہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی حمایت حاصل ہو۔ اگر یہ جاہل شخص اپنی فقہ کی ہی کتابیں پڑھ لیتا تو اسے معلوم ہوتا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مولا علی (ع) جمل، صفین اور نہروان نہ لڑتے تو ہمیں باغی جماعت سے قتال کرنے کے مسائل معلوم ہی نہ ہوتے۔

اور مولا علی (ع) کے گروہ کو تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف بلانے والا کہا ہے جبکہ اس کے ماموں کے گروہ کو جہنم کی طرف بلانے والا قرار دیا ہے

وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّار

افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی، یہ تو انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا "
ہو گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔
ِ صحیح بخاری رقم: 2812

امام حسن (ع) نے صلح کیوں کی بزبان امام حسن ع

قَال : أَخْبَرَنَا هَوْذَةُ بْنُ خليفة . قَال : حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ : لِمَا كان زَمَن وُرُود معاوية الكوفة وَاجْتَمَعَ النَّاسُ عليه وبايعه الْحَسَنِ ابْنُ عَلِيِّ ، قَال : قَالَ أَصْحَابُ معاوية لمعاوية : عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ والوليد بْنِ عُقْبَةَ وَأَمْثَالِهِمَا مِنْ أَصْحَابِهِ : أَنَّ الْحَسَنَ بْنُ عَلِيٍّ مُرْتَفِع فى أَنْفُسِ النَّاسِ لِقَرَابَتِه مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَأَنَّه حديث السِّنّ عيى . فَمَرَّة فليخطب فَإِنَّه سيعيى فِي الْخُطْبَةِ فيسقط مِنْ أَنْفَسِ النَّاسِ . فَأَبَى عليهم . فَلَم يزالوا بِهِ حَتَّى أَمَرَهُ . فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ عَلَى الْمِنْبَرِ دُون معاوية . فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عليه ثُمَّ قَالَ : وَاَللّهِ لَوْ ابتغيتم بين جابلق وجابلص رَجُلًا جَدِّه نبى غيري وغير أخي لَمْ تَجِدُوهُ . وَإِنَّا قَدْ أعطينا بيعتنا معاوية ورأينا أَنَّ مَا حَقْنِ دِمَاءِ المسلمين خير مِمَّا هراقها . وَاَللّهِ مَا أدري « لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتاعٌ إِلى حِينٍ » وَأَشَار بيده إِلَى معاوية . قَال : فَغَضِب معاوية فَخَطَب بَعْدَه خُطْبَة عيية

فَاحِشَة ثُمَّ نَزَلَ . وَقَالَ لَهُ : مَا أَرَدْت بقولك : « فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتاعٌ إِلى حِينٍ » . قَال : أَرَدْتَ بِهَا مَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَ

جب معاویہ کوفہ آیا تو سب لوگ اسکے حاکم ہونے پر جمع ہو گئے اور امام حسن (ع) نے بھی اسکی بیعت کی تو معاویہ کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ حسن بن علی ع لوگوں کی نظروں میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں کیون کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرابت داروں میں سے ہیں اور وہ کم عمر اور ناتجربہ کار ہیں تو ان سے کہو کہ وہ خطبہ دیں کیوں کہ ان کی اس چیز میں ناتجربہ کاری ہو گی اور وہ لوگوں کی نظروں میں گر جائیں گے، تو معاویہ نے حسن (ع) کو حکم دیا۔ حسن (ع) منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور کہاں تم مشرق اور مغرب چھان مارو تب بھی تمہیں کیوں بندا میرے اور میرے بھائی کے علاوہ نہیں ملے گا جس کا نانا رسول ص ہو، ہم نے معاویہ کی بیعت کی ہے اور مسلمانوں کا خون بہانے سے بہتر سمجھا۔ اور میں نہیں جانتا کہ وہ شاید آزمائش ہو تمہارے لئے ایک مدت تک (سورتہ انبیا: 111) اور ہاتھوں سے معاویہ کی طرف اشارہ کیا تو معاویہ غضبناک ہو گیا اور بے ڈھنک خطبہ دیا اور نیچے اتر گیا اور پوچھا کہ اس آیت کے نقل کرنے کا کیا " مقصد تھا؟ حسن ع نے کہا جو خدا کا مقصد تھا وہ ہی میرا مقصد تھا۔

الطبقات الکبری الطبقة الخامسة من الصحابة ج 1 ص 327، 328

دکتور محمد بن سعد بن منیع الزھری نے اِس روایت کی سند کو حسن قرار دیا۔

امام حسن علیہ السلام نے مسلمانوں کے خون کے تحفظ کے لئے ایسے کیا نہ کہ اس لئے کہ امیر شام کوئی بہت ہی پہنچی ہوئی شخصیت ہے۔ اگر یہ بات ہے جس طرح یہ غالی ناصبی سمجھتا ہے تو جب معاویہ بادشاہ بن گیا اور خوارج کے ساتھ اُن کا معارکہ تھا اور اُس نے امام حسن علیہ السلام کو بھی خوارج کے ساتھ قتال کی دعوت دی مگر امام حسن (ع) نے انکار کر دیا۔ امام حسن (ع) نے تو اُن خوارج کے ساتھ بھی لڑنے سے انکار کر دیا تھا تو کیا معاذ اللہ امام حسن علیہ السلام اُن خوارج کو اچھا سمجھتے تھے یا اُن کی فضیلت کے قائل تھے ؟ اور اُس کے بعد اور بھی بہت کچھ فرمایا اور نواصب کی دھجیاں بکھیر کہ رکھ دی ملاحظہ کیجئے

لَمَّا سَلَّمَ الْأَمْرُ الْحَسَنُ الْأَمْرُ إِلَى مُعَاوِيَةَ قَالُوا قَدْ جَاءَ الْآنَ مَا لَا شَكَّ فِيهِ فَسِيرُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ فجاهدوه فَأَقْبَلُوا وَعَلَيْهِم فَرْوَةُ بْنُ نَوْفَلٍ حَتَّى حُلْوَا بالنخيلة عِنْدَ الْكُوفَةِ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَدْ سَارَ يُرِيدُ الْمَدِينَةَ فَكَتَبَ

إلَيْهِ مُعَاوِيَةُ يَدْعُوهُ إلَى قِتَالِ فَرْوَة فَلَحِقَه رَسُولِه بِالْقَادِسِيَّة أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَلَمْ يَرْجِعْ وَكَتَبَ إلَى مُعَاوِيَةَ لَو أَثَّرَت أُقَاتِل أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ لبدأت بقتالك فَإِنِّي تَرَكْتك لِصَلَاح الْأُمَّة وَحَقْن دِمَائِهَ

جب امام حسن(ع) نے حکومت معاویہ کے سپرد کی تو انہوں(خوارج) نے کہا کہ اب اس میں کوئی شک نہیں ہے چنانچہ انہوں نے معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے اُس کی طرف کوچ کیا اور اُن کا سردار فروہ بن نوفل تھا یہاں تک کہ انہیں کوفہ کے قریب کھجور کے درختوں نے گھیر لیا۔ امام حسن بن علی(ع) مدینہ جا رہے تھے تو معاویہ نے امام حسن(ع) کو خط لکھا اور اسے فروۃ سے لڑنے کے لیے بلایا تو اس کا قاصد اُن کے پیچھے قادسیہ یا اس کے قریب چلا گیا اور واپس نہیں آیا تو امام حسن(ع) نے معاویہ کو جوابی خط لکھا کہ اگر میں نے اہل قبلہ میں سے کسی سے لڑنے کا انتخاب کیا تو میں سب سے پہلے تجھ سے لڑتا، میں نے تجھے فقط اِس اُمت اور اس کے خون کی خاطر چھوڑا ہے

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج 3 ص 408)

اور امیر شام کی جس بیعت پر یہ ناصبی اتنے اچھل رہے ہیں اس کی حقیقت ہم ابھی کھولیں گے فلحال ام المومنین حضرت ام سلمہ سلام اللہ علیھا نے اِسے گمراہی کی بیعت قرار دیا ہے اور نے بیعت کیسے لی وہ بھی ملاحظہ کریں

حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيّ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثنا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي أَبُو نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنُ كَيْسَانَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قُدِّمَ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ الْمَدِينَةِ زَمَانُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ رَجُلًا مِنْ بَنَى سَلِمَةَ حَتّى يَأْتِيَ جَابِر فَأَتَيْت أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ بَايَع فَقَد أُمِرْت عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ بْنِ أَخِي أَنَّ يُبَايَعَ عَلَى دَمِهِ وَمَالُهُ أَنَا أَعْلَمُ أَنَّهَا بَيْعُه ضَلَالَةٌ

وھب بن کیسان مولٰی زبیر بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا" : " معاویہ کے زمانے میں بسر بن ارطاۃ مدینہ آیا تو اُس نے کہا کہ میں بنی سلمہ میں سے کسی کی بیعت قبول نہیں کروں گا جب تک جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تشریف نہیں لاتے۔ تو میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے ملا۔ تو انھوں نے فرمایا: کرلو بیعت ! میں نے اپنے بھتیجے عبد اللہ بن زمعہ کو بھی

اپنی جان ومال کی خاطر بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے۔

تاریخ صغیر للبخاري ج1 ص131 وسندہ حسن))

اس کی سند کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں

سند کا پہلا راوی (1)

امام بخاری رحمہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں

سعید بن محمد الجرمی (2(

امام ذھبی رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

من تکلم فیہ وھو موثق او صالح الحدیث ص229، کتاب الکاشف ص443))

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا۔ فرماتے ہیں

قولہ: "حدثنا سعید بن محمد الجرمي" بفتح الجیم وسکون الراء کوفي ثقہ مکثر

(فتح الباری ج12 ص669)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں "الثقات" میں شامل کیا

(تقریب الثقات ص531)

امام یحیی بن معین رحمہ اللہ اِن کے بارے میں فرماتے ہیں

"لا بأس بہ"

(معرفۃ الرجال لابن معین بروایۃ ابن محرز ص137)

:امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج7 ص59 وسندہ صحیح)

: علاوہ ازیں یہ بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں

رجال صحیح البخاری للکلاباذی ج1 ص291، رجال صحیح مسلم لابن منجویہ ج1 ص250

صحیحین میں اِن کی روایات موجود ہیں

: یعقوب بن ابراھیم الزھری (3)

: امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج9 ص202 وسندہ صحیح)

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے انہیں صدوق قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج9 ص202)

امام عجلی رحمہ اللہ نے انہیں اپنی کتاب "تاریخ الثقات" میں شامل کیا

(تاریخ الثقات ص484)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں اپنی کتاب "الثقات" میں شامل کیا

(تقریب الثقات ص1322)

: امام ابن سعد رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الطبقات الکبری لابن سعد ج7 ص343)

: امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(تذھیب تقریب التھذیب ج5 ص435)

:امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج7 ص59 وسندہ صحیح)

علاوی ازیں یہ بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں

(رجال صحیح البخاری للکلاباذی ج2 ص822، رجال صحیح مسلم ج2 ص371)

صحیحین میں اِن کی روایات بکثرت موجود ہیں

ابراھیم بن سعد الزھری (4)

: امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(تذھیب تقریب التھذیب ج1 ص87،88)

: امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(تقریب الثقات ص138)

: امام عجلی رحمہ اللہ نے انہیں اپنی کتاب " تاریخ الثقات میں شامل کیا

(تاریخ الثقات ص52)

: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج2 ص101 وسندہ صحیح)

: اور یہ بھی فرمایا

"اِبْرَاھِیمُ بْنُ سَعْدٍ صَحِیحُ الْحَدِیثِ عَنْ ابْنِ اِسحاق "

(سؤالات أبي داؤد للامام احمد ص243)

اور یہ روایت بھی ابراھیم بن سعد نے ابن اسحاق سے بیان کی ہے۔

: امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج2 ص102، الکامل لابن عدی ج1 ص559،
وسندہ صحیح)

: امام ذھبی رحمہ اللہ نے بھی انہیں ثقہ قرار دیا

(من تکلم فیہ وھو موثق اوصالح الحدیث ص 61)

: یہ بھی بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں

(رجال صحیح البخاری للبلاباذی ج1 ص 51، رجال صحیح مسلم لابن منجویہ ج1 ص38)

صحیحین میں ان کی روایات بکثرت موجود ہیں

: محمد بن اسحاق بن یسار (5)

: امام ابن سعد رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا

(الطبقات الکبری لابن سعد ج7 ص 321)

: امام ابن حبان نے اُنہیں اپنی کتاب "الثقات" میں ذکر کیا

(تقریب الثقات ص1045)

: امام عجلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب" تاریخ الثقات" میں ذکر کیا

(تاریخ الثقات ص400)

: امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے انہیں اہنی کتاب" تاریخ اسماء الثقات" میں ذکر کیا

(تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین ص199)

امام ذهبی رحمہ اللہ نے انہیں اپنی کتاب" من تکلم فیہ وھو موثق اوصالح الحدیث"
: میں ذکر کیا

(من تکلم فیہ وھو موثق اوصالح الحدیث ص443)

: امام شعبہ رحمہ اللہ نے انہیں صدوق اور امیر المحدثین قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج7ص192 وسندہ صحیح)

: امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے انہیں صدوق قرار دیا

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج7ص192 وسندہ صحیح)

: امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں صدوق اور ساتھ میں مدلس بھی قرار دیا

(تذھیب تقریب التھذیب ج4 ص316،317)

مگر اس روایت میں محمد بن اسحاق نے سماع کی تصریح کی ہے

: علامہ ابن تیمیہ نے ان کو ثقہ قرار دیا فرماتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ قَالَ فِيهِ ابْنُ إسْحَاقَ : حَدَّثَنِي دَاوُدُ وَدَاوُد مِنْ شُيُوخِ : قُلُت مَالِكٍ و رِجَالُ البحارى وَابْنُ إِسْحَاقَ إذَا قَالَ : حَدَّثَنِي فَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ . وَهَذَا إسْنَادٌ جَيِّد "

میں کہتا ہوں: اِس حدیث میں ابن اسحاق نے حدثنی داود کہا ہے اور داود امام مالک کے "شیوخ اور بخاری کے رجال میں سے ہیں۔ اور ابن اسحاق جب حدثنی کہے تو وہ اھل حدیث کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اور یہ سند جید ہے "

(مجموعۃ الفتاوی لشیخ الاسلام ابن تیمیہ ج 33 ص 85)

: علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے بھی انہیں ثقہ قرار دیا ہے

(فتاوی رضویہ ج 5 ص 596 بحوالہ نصب الرایۃ للزیلعی)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب نے بھی انہیں تابعی ثقہ امام سیر والمغازی قرار دیا ہے :

(کتاب الامن والعلی ص 70)

: نیز فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں

" ہمارے علماء کرام قدست اسرار ھم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے۔ "

(فتاوی رضویہ ج5 ص596)

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ صدوق حسن الحدیث ہیں۔ احکام و سنن میں اِن کی حجیت پر اختلاف ضرور ہے مگر سیر والمغازی میں بالاتفاق حجت ہیں۔ بلکہ امام سیر والمغازی ہیں۔ اور اہل حدیث سلفی حضرات کے نزدیک تو محمد بن اسحاق ثقہ ہیں۔ اہل حدیث علماء کی کتب محمد بن اسحاق کے دفاع سے بھری پڑی ہیں۔ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں یہ محمد بن اسحاق کے وہ مناقب بیان کرتے ہیں کہ حساب ہی نہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں محمد بن اسحاق کے ساتھ۔

(6) وھب بن کیسان القرشی :

یہ امام مالک رحمہ اللہ کے شیوخ میں سے تھے اور جلیل القدر تابعی تھے۔

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا :

(تذھیب تقریب التھذیب ج5ص328)

امام ذھبی رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا :

(کتاب الکاشف ج2ص357)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی انہیں ثقہ قرار دیا :

(کتاب العلل و معرفۃ الرجال ج2 ص516)

: امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں اپنی کتاب " الثقات " میں شامل کیا

(تقریب الثقات ص1277)

: امام عجلی رحمہ اللہ نے انہیں اپنی کتاب " تاریخ الثقات " میں شامل کیا

(تاریخ الثقات ص467)

اور یہ بھی بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں

: سند کے ساتویں راوی

صحابی رسول ﷺ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

سعید بن محمد الجرمی اور محمد بن اسحاق کا تشیع ؟

ان دونوں راویوں پر تشیع کا الزام موجود ہے مگر اس سے روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ یہ الزام تو صحابہ کرام تک پہ لگا ہے تو کیا اس سے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی روایات غیر صحیح ہو جائیں گی ؟

امام ابن قتیبہ نے تو صحابی رسول سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو غالی رافضیوں میں شمار کیا ہے :

(کتاب المعارف لابن قتیبۃ ص624)

اور صرف ابن قتیبہ ہی نہیں اور بہت ساروں نے سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ پر تشیع کا الزام لگایا ہے۔

اِس الزام سے تو صحابیِ رسول ﷺ نہ بچ سکے تو امام ابن اسحاق اور سعید بن محمد الجرمی تو کچھ بھی نہیں (جہلمی زبان میں بولے تو" شئے ای کوئی نیں) تو کیا یہ ناصبی تشیع کی وجہ سے صحابیِ رسول ﷺ سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی تضعیف کریں گے ؟

یہی الزام امام نسائی، امام طبری اور امام حاکم رحمھم اللہ پر بھی لگا ہے۔

اور تشیع عند المتقدمین رافضیت شمار نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو حضرت علی ع کی طرف رجحان رکھتا ہے اور بقول امام ذھبی صحابہ و تابعین کی ایک خلقت میں یہ تشیع پایا جاتا تھا۔

قلت : ليس تفضيل علی ع برفض ولاھو ببدعة ، بل قد ذھب عليه خلق من الصحابة والتابعين

میں ذھبی کہتاہوں کہ حضرت علی ع کی تفضیل ناہی رافضیت ہے اور ناہی بدعت بلکہ صحابہ و تابعین کی ایک خلقت اس کی قائل تھی۔

سیر اعلام النبلاء 16 ص 457

اب ام المومنین حضرت ام سلمۃ سلام اللہ علیھا نے معاویہ کی بیعت کو واضح گمراہی کی بیعت قرار دیاہے مگر ان سب نے بھی بیعت کی یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے مگر کس لئے ؟ اُس کا جواب بھی ام المومنین سلام اللہ علیھا نے خود دے دیا کہ اپنے اور لوگوں کے خون کے تحفظ کے لئے۔ لہذا اس ناصبی کے سوال کا جواب تو خود ام المومنین سلام اللہ علیھا نے دیاہے۔ اسی طرح امام حسن (ع) نے بھی اُمت کے خون کے تحفظ کی خاطر معاویہ کی مشروط بیعت (بقول اماالمومنین حضرت ام سلمہ: گمراہی کی بیعت) ۔نہ کے اس لئے کہ امیر شام کوئی بہت ہی اچھی اور پہنچی ہوئی شخصیت ہے۔ جیسا کہ روایت میں واضح موجود ہے۔

اب آپ دیکھیں کے جب بھی حکومت پاکستان دہشتگردوں سے مذاکرات یا صلح کرتی ہے اور یا جب سعودی عرب اور حوثی باغی ایک دوسرے کے ساتھ صلح کرتے ہیں تو کیا ایک دوسرے کو اچھا سمجھتے ہیں؟ قطعاً نہیں۔ آپ اب بھی اُن کا چینل الاعلام الحربی الیمنی دیکھ لیں اب بھی وہ الموت لآل سعود کہتے ہیں۔

امام ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَقَدْ كَانَ الْحَسَنُ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَالشَّعْبِي وَسَائِرُ التَّابِعِينَ يَأْخُذُونَ أَرْزَاقَهُمْ مِنْ أَيْدِى هَؤُلَاءِ الظَّلَمَةِ لَا عَلَى أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَوَلَّوْنَهُمْ وَلَا يَرَوْنَ إمَامَتَهُمْ وَإِنَّمَا كَانُوا يَأْخُذُونَهَا عَلَى أَنَّهَا حُقُوقٌ لَهُمْ فِي أَيْدِى قَوْمٍ فَجَرَةٍ وَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِك عَلَى وَجْهِ مُوَالَاتِهِمْ وَقَدْ ضَرَبُوا وَجْهَ الْحَجَّاجِ بِالسَّيْفِ وَخَرَجَ عَلَيْهِ مِنْ الْقُرَّاءِأَرْبَعَةُ آلَافِ رَجُلٍ هُمْ خِيَارُ التَّابِعِينَ وَفُقَهَاؤُهُمْ فَقَاتَلُوهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ بِالْأَهْوَازِ ثُمَّ بِالْبَصْرَةِ ثُمَّ بِدَيْرِ الْجَمَاجِمِ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرَاتِ بِقُرْبِ الْكُوفَةِ وَهُمْ خَالِعُونَ لِعَبْدِ الْمَلِك بْنِ مَرْوَانَ لَاعِنُونَ لَهُمْ مُتَبَرِّئُونَ مِنْهُمْ وَكَذَلِك كَانَ سَبِيلُ مَنْ قَبْلَهُمْ مَعَ مُعَاوِيَةَ حِينَ تَغَلَّبَ عَلَى الْأَمْرِ بَعْدَ قَتْلِ عَلِي عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَأْخُذَانِ الْعَطَاءَ

وَكَذَلِك مَنْ كَانَ فِي ذَلِك الْعَصْرِ مِنْ الصَّحَابَةِ وَهُمْ غَيْرُ مُتَوَلِّينَ لَهُ بَلْ مُتَبَرِّئُونَ مِنْهُ عَلَى السَّبِيلِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا عَلِي عَلَيْهِ السَّلَامُ إلَى أَنْ تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى إلَى جَنَّتِهِ وَرِضْوَانِهِ فَلَيْسَ إذًا فِي وِلَايَةِ الْقَضَاءِ مِنْ قِبَلِهِمْ وَلَا أَخْذِ الْعَطَاءِ مِنْهُمْ دَلَالَةٌ عَلَى تَوْلِيَتِهِمْ وَاعْتِقَادِ إمَامَتِهِمْ

حسن بصری، سعید بن جبیر، شعبی رحمھم اللہ اور تمام تابعین ان ظالم حکمرانوں سے وظیفے لیتے تھے لیکن اس بناء پر نہیں کہ وہ ان سے دوستی رکھتے تھے اور ان کی حکومت کو جائز تصور کرتے تھے بلکہ اس لئے لیتے تھے کہ یہ تو ان کے اپنے حقوق ہیں جو ظالم وفاجر لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ان سے دوستی کی بنیاد پر یہ کام کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ انہوں نے حجاج سے تلوار کے ذریعے مقابلہ کیا چار ہزار قراء علماء نے جو تابعین میں سے بہترین اور فقہاء تھے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کی قیادت میں حجاج سے اھواز کے مقام پر جنگ کی پھر بصرہ اور بعد ازاں کوفہ کے قریب فرات کے کنارے دیر جماجم کے مقامات پر حجاج سے جنگ کی ہے۔ انہوں نے عبدالملک بن مروان کی بیعت توڑ دی تھی ان (اموی حکمرانوں) پر لعنت کرتے اور ان سے تبرا کرتے تھے۔ ان سے پہلے کے لوگوں کا معاویہ کے ساتھ بھی یہی طریقہ تھا جب وہ حضرت علی کی شہادت کے بعد زبردستی حکمران بن گیا حسن اور حسین بھی معاویہ سے وظائف لیتے تھے بلکہ معاویہ سے اسی

طرح تبرا کرتے تھے جس طرح حضرت علی معاویہ سے تبرا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وفات کے بعد جنت اور رضوان میں لے گیا۔ چنانچہ ان ظالم حکمرانوں کی طرف سے عہدہ قضاء قبول کرنے اور وظائف لینے میں یہ دلیل نہیں ہے کہ یہ حضرات ان ظالموں سے دوستی رکھتے تھے اور ان کی حکومت کو جائز اعتقاد کرتے تھے

(احکام القرآن للجصاص ج 1 ص 88)

امام ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ نے ایسا کرارا منہ توڑ جواب دیا ہے اِس ناصبی کے اعتراض کا کہ اِس کی نسلیں یاد رکھیں گی۔ اور انہوں نے بھی واضح کر دیا کہ وہ کوئی محبت نہیں کرتے تھے اُس سے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو خوارج اور مختار ثقفی کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے جن کو یہ لوگ کذاب کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ وَأَبُو سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو قَالاَ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثنا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنُ أَبِي دَاوُد الْمُنَادِيُّ

الْمُخَرِّمِيّ بِبَغْدَاد ثَنَا يُونُسُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَدِّبُ ثَنا أَبُو شِهَابٍ ثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الخَشَبِيَّة وَالْخَوَارِجِ وَهُم يَقْتَتِلُون فقَالَ مَنْ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ أَجَبْته وَمَنْ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ أَجَبْته وَمَنْ قَالَ حَيَّ عَلَى قَتْلِ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ وَأَخذَ مَالَهُ قُلْتُ لَا

نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خشبیہ اور خوارج کو سلام کہتے تھے اور وہ آپس میں لڑتے بھی تھے۔ فرماتے تھے: جو حي على الصلاة، میں اس کی بات کو قبول کرتا ہوں اور جو کہتا ہے " حی الفلاح " میں اس کی بات بھی قبول کرتا ہوں اور جو کہے گا کہ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کر دیا اس کا مال لوٹنے کے لیے آؤ تو میں کہوں گا: نہیں

سنن الکبری للبیھقی رقم: 5305 اس روایت کو سنن الکبری البیھقی کے محقق اسلام منصور عبد الحمید نے حسن قرار دیا اور شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا، یونس بن عبید کا نافع سے سماع ثابت ہے: دیکھیں: شرح مشکل الاثار ج7 ص178 لہذا اِس کی سند صحیح ہے

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

وَمِمَّا يَدُلُّ أَنَّ الصَّحَابَةَ لَمَ يُكَفروا الْخَوَارِج أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَهُم ، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَغَيْرُهُ مِنْ الصَّحَابَةِ يُصَلُّونَ خَلْفَ نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ ، وَكَانُوا أيضاً يحدثونهم ويفتونهم ويخاطبونهم كَمَا يُخَاطَبُ المسلمُ المسلمَ ، كَمَا كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ يُجِيب نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ لَمَّا أَرْسَلَ يَسْأَلُهُ عَنْ مَسَائِلِ ، وَحَدِيثُه فِي الْبُخَارِيّ ، وَكَمَا أَجَاب نَافِعِ بْنِ الأَزْرَقِ عَنْ مَسَائِلِ مَشْهُورَةً ، وَكَانَ نَافِعُ يُنَاظِرَه فِي أَشْيَاءَ بِالْقُرْآنِ كَمَا يتناظر الْمُسْلِمَان

اور جو اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ نے خوارج کی تکفیر نہیں کی وہ یہ ہے کہ انہوں " نے ان کے پیچھے نماز پڑھی اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب رسول نے نجدۃ بن عامر الحروري کے پیچھے نماز پڑھی اور وہ اس سے بات کرتے اس کو فتویٰ بھی دیتے اور اس سے ایسے مخاطب ہوتے جسے کہ ایک مسلم، مسلم سے ہوتا ہے جیسا کہ عبد اللہ ابن عبّاس نے نجدۃ الحروري کو جواب دیا جب اس نے مسئلہ لکھ بھیجا اور حدیث بخاری میں ہے اور جیسا نافع بن الازرق نے مسائل مشہورہ پر جواب دیا۔

منهاج السنة لابن تیمیة ج5 ص247

علامہ مناوی لکھتے ہیں

ولهذا كان كثير من أكابر السلف المعروفين بمزيد الورع يقبلون جوائز الأمراء المظهرين للجور ويظهرون لهم البشاشة حفظا للدين ورفقا بالمسلمين ورحمة لذلك الظالم المبتلى المسكين وهكذا كان أسلوب المصطفى صلى الله عليه وسلم مع المؤلفة وغيرهم

کافی سارے اکابر (بڑے بڑے) سلف جو تقویٰ کے معاملہ میں کافی مشہور تھے، وہ ایسے حکمرانوں جو ظلم کھلے عام کرتے تھے ان سے یہ اسلاف جوائز (تحائف وغیرہ) کو قبول کرتے تھے اور دین کی حفاظت کی خاطر، اور مسلمانوں سے رحم دلی کی وجہ اور خود اس ظالم مسکین حاکم پر ترس کھاتے ہوئے اس کے سامنے اچھے مزاج کے ساتھ پیش آتے اور یہی اسلوب رسول ﷺ و آلہ کا دیگر مولفین اور ان کے علاوہ حضرات سے تھا(کہ ان کی خباثت باطنی کے باوجود ان سے اچھے سلوک سے پیش آنا)

(فیض القدیر 1/241)

حدثنا أبو معاوية عن الاعمش عن حبيب قال : رأيت ابن عمر وابن عباس يأتيهما هدايا المختار فيقبلانها

حبیب کہتے ہے کہ میں نے ابن عمر اور ابن عباس کو دیکھا کہ وہ مختار کی طرف سے آئے ہوئے ہدایا و گفٹس کو قبول کیا کرتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ 4/302)

اگر یہ غالی یزیدی ناصبی اپنے ماموں کی سیرت کو ہی پڑھ لیتا تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنے ماموں کی سیرت سے بھی بالکل جاہل ہے۔ اِس ملعون ناصبی کے اِس سوال کا جواب اس کے اپنے ماموں نے ہی دیا ہے اسے یزید لعنۃ اللہ علیہ جیسے فاسق و ظالم شخص کو بادشاہ بنا کر، پوری اسلامی ریاست اُس کو تھمادی۔ پھر یہ شخص ظالموں کی مذمت میں آیات پیش کر رہا تھا۔ لہذا اِس سے عرض ہے کہ یہ آیات سب سے پہلے اپنے

ماموں معاویہ پر فٹ کرو جس نے یزید (لعنۃ اللہ علیہ) جیسے فاسق اور ظالم شخص کو بادشاہ بنایا۔ اور دوسری بات یہ اعتراض یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر کیوں نہیں کرتا۔ ناصبی سے عرض ہے کہ تیرا یہ بھونڈا اوتراض تو سیدھا سیدھا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جاتا ہے۔ اُنہوں نے کیوں ولید بن عقبۃ جیسے فاسق شخص کو جو کہ شراب پی کر فجر کی نماز پڑھاتا تھا کیوں گورنر بنایا؟ جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ، ح وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ فَيْرُوزَ، مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ الدَّانَاجِ، حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَزِيدُكُمْ، فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ، وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا، فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ، فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتَّى بَلَغَ

أَرْبَعِينَ، فَقَالَ: أَمْسِكْ، ثُمَّ قَالَ: «جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ»، وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، وَعُمَرُ ثَمَانِينَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ. زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ

ابو ساسان حصین بن منذر بیان کرتے ہیں کہ: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ولید بن عقبۃ کو لایا گیا، اس نے صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر کہا: کیا تمہیں اور (نماز) پڑھاؤں؟ تو دو آدمیوں نے اس کے خلاف گواہی دی، ان میں سے ایک حمران تھا (اس نے کہا) کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اسے (شراب کی) قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے شراب پی ہے تو (اس کی) قے کی ہے ۔اور کہا: علی! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔ تو مولا علی (ع) نے کہا: حسن! اٹھیں اور اسے کوڑے ماریں۔ امام حسن (ع) نے کہا: اس کی ناگوار باتیں بھی انھی کے سپرد کیجیے جن کے سپرد اس کی خوش گوار ہیں۔ تو ایسے لگا کہ انھیں ناگوار محسوس ہوا ہے، تب انھوں نے کہا: عبداللہ بن جعفر! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔ تو انھوں نے اسے کوڑے لگائے اور حضرت علی (ع) شمار کرتے رہے حتی کہ وہ چالیس تک پہنچے تو کہا: رک جاؤ۔

پھر کہا: نبی ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس لگوائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی (کوڑے) لگوائے، یہ سب سنت ہیں اور یہ (چالیس " کوڑے لگانا) مجھے زیادہ پسند ہے۔
(صحیح مسلم حدیث رقم: 4457)

مزید امام حسن (ع) کی صلح سے تو امیر شام کا اصل چہرا سامنے آیا کہ اس نے قصاص کا ڈھونگ رچایا ہوا تھا اور مظلوم بنے ہوئے تھے اُس کی اصلیت سامنے آگئی۔ بادشاہ بننے کے بعد اُنہوں نے کسی ایک قاتل عثمان کو سزا نہیں دی۔

امام قرطبی لکھتے ہیں

و كَذَلِكَ فَعَلَ مُعَاوِيَةُ حَيْنَ تَمَّتْ لَهُ الْخِلَافَة و مَلِكِ مِصْرَ و غَيْرِهَا بَعْدَ أَنْ قَتْلَ علَي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يُحْكَمْ عَلَى وَاحِدٍ مِنْ الْمُتَّهَمِينَ بِقَتْل عُثْمَان بِإِقَامَة قِصَاص و أَكْثَر الْمُتَّهَمِين مِنْ أَهْلِ مِصْرَ و الْكُوفَةِ وَ الْبَصْرَة و كُلُّهُم تَحْتَ حُكْمِهِ و أَمَرَه و نَهْيُه و غَلَبَتْه و قَهَرَه و كَأَنْ يَدَّعِيَ الْمُطَالَبَة بِذَلِك قَبْلَ مِلْكِهِ و يَقُول : لَا نُبَايِع مِن يُؤْوِي قَتَلَهُ عُثْمَانُ و لَا يُقْتَصُّ مِنْهُم

اور اسی طرح معاویہ نے کیا جب ان کو خلافت اور بادشاہت حاصل ہو گئی مصر وغیرہ کی، سیدنا علی علیہ السلام کے قتل کے بعد، تو معاویہ نے کسی ایک بھی قاتل عثمان کے مجرموں پر اقامت قصاص نہیں کیا، اور اکثر قتل عثمان کے مجرم (جن پر الزام تھا) وہ مصر، کوفہ اور بصرہ سے تھے، اور سارے کے سارے معاویہ کے حکم اور رعایت، نہیٔ اور غلبے اور قہر کے ماتحت تھے، جب کہ معاویہ اپنی حکومت سے پہلے قصاص کا مطالبہ کرتے رہے اور کہا کرتے تھے "ہم اس کی بعیت نہیں کرینگے جو قاتلان عثمان کو پناہ دے "اور نہ ان سے قصاص لے۔

(کتاب التذکرۃ للقرطبی ص179)

مزید یہ ناصبی ہمیں بتائے کہ کیوں حضرت عثمان نے ایک ایسے شخص یعنی ولید بن عقبہ کو گورنر بنایا جو اللہ نے قرآن میں فاسق کہا تھا؟ کیا حضرت عثمان پر بھی کوئی فتوی لگے گا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

(سورہ الحجرات آیت 6)

معاویہ کا یزید (لعنۃ اللہ علیہ) کو بادشاہ بنانا اور مروان کو گورنر بنانا جو کہ قاتل طلحہ تھا۔ اور مروان خود سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھا نہ کہ مخالف فوج کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ لہذا نواصب اِدھر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ حرب میں کوئی قصاص نہیں ہوتا۔ کیونکہ مروان تو مخالف فوج کی طرف سے لڑ ہی نہیں رہا تھا اُس نے تو دشمنی میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ کیونکہ مروان سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو قاتلین عثمان میں سے شمار کرتا تھا لہذا معاویہ کا یزید (لعنۃ اللہ علیہ) جیسے فاسق اور ظالم شخص کو بادشاہ بنانا اور قاتل طلحہ مروان (لعنۃ اللہ علیہ) کو گورنر بنانا ناصبی کے سوال کا بذات خود ایک کرارا جواب ہے اور میں پھر پوچھوں گا کہ کیوں معاویہ نے یزید (لعنۃ اللہ علیہ) جیسے فاسق و ظالم شخص کو بادشاہ بنایا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی مخالفت کی

وحَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو۔

(صحیح مسلم رقم: 4799)

اب ہم واضح کرتے ہیں کہ دراصل یہ صلح کیا تھا، رسولِ خدا ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے

حذیفہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا ﷺ سے کہا پھر تلوار کے فتنے کے بعد کیا ہو گا، آپ نے فرمایا پھر لوگ باقی بچیں گے جن کے دلوں میں فساد اور ظاہر میں صلح ہو گی۔

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 4245)

اسی کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں

أي صلح. (على دخن) بفتحتين، أي مع خداع ونفاق وخيانة وفي الفائق هدن أي سكن ضربه مثلاً لما بينهم من الفساد الباطن تحت الصلاح الظاهر . اهـ. ويمكن أنيكون المعنى : ثم يكون اجتماع الناس على من جعل أميراً بكراهية نفس لا بطيب قلب . يقال : فعلت كذا وفي العين قذى، أي فعلته على كراهة وإغماض عين كما أن العين التي يقع فيها القذى ظاهرها صحيح وباطنها ضريح. وأصل الدخن هو الكدورة واللون الذي يضرب إلى السواد فيكون فيه إشعار إلى أنه صلاح مشوب بالفساد، فيكون إشارة إلى صلح الحسن مع معاوية وتفويض الملك إليه واستقرار أمر الإمارة عليه، وبه يظهر أن معاوية بصلح الحسن لم يصر خليفة خلافاً لمن توهم

حدیث کا جملہ علی دخن: یعنی دھوکہ دہی نفاق اور خیانت کے ساتھ صلح ہو گی۔ اور الفائق میں ہے ھدن کے معنی سکون کے ہیں اور یہ ضرب المثل اس وقت پیش کی جاتی ہے جب باطن میں کجی اور ظاہر میں صلح ہو۔ پس اس ہر یہ اشارہ دلانا مقصود ہے کہ صلح

توہو گی مگر فساد پر مبنی ہو گی۔ پس یہ اشارہ ہے جب حسن ع نے معاویہ کو حکومت سپرد کی ۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ حسن ع کو معاویہ کے ساتھ صلح کرنا معاویہ کو خلیفہ نہیں قرار دیتا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج:8 ص:3391)

اب یہ دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی امام حسن ع نے معاویہ کی بیعت کی۔ شیعہ اثنا عشریہ کے ہاں یہ روایت ثابت نہیں۔

جیسا کہ رجالِ کشی کی روایت پیش کی جاتی ہے

حدثنا محمد بن عبد الحميد العطار الكوفي، عن يونس بن يعقوب، عن فضيل غلام محمد بن راشد، قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام: يقول: إن معاوية كتب إلى الحسن بن علي (صلوات الله عليهما) ان أقدم أنت فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الأنصاري .والحسين وأصحاب علي وقدموا الشام، فأذن لهم معاوية وأعد لهم الخطباء، فقال يا حسن قم فبايع فقام فبايع، ثم قال للحسين عليه السلام قم فبايع فقام فبايع، ثم قال قم

يا قيس فبايع فالتفت إلى الحسين عليه السلام ينظر ما يأمره، فقال يا قيس انه امامي يعني الحسن عليه السلام

اس کی سند میں مرکزی راوی فضیل غلام محمد بن راشد مجھول ہے، مقتقدمین محدثین میں سے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی اور نہ ہی یہ توثیقِ عامہ کے اصولوں پر پورا اترتا ہے۔

آیت اللہ جواہری رح نے اس کی مجہولیت کی تصریح کی ہے

الفضل مولى: محمد بن راشد – مجهول – من أصحاب الصادق ع (المفيد من معجم الرجال الحديث 458)

اور اہلسنت کتب میں جو بیعت کے متعلق روایات ہیں نواصب ان کو پیش کرنے کے قابل ہی نہیں

قال : أخبرنا هوذة بن خليفة ، قال : حدثنا عوف ، عن محمد ، قال : لما كان زمن ورد معاوية الكوفة ، واجتمع الناس عليه ، وبايعه الحسن بن على ، قال : قال أصحاب معاوية لمعاوية : عمرو بن العاص والوليد بن عقبة وأمثالهما من أصحابه : إن الحسن بن على مرتفع في أنفس الناس لقرابته من رسول الله ﷺ ، وإنه حديث السن عين ، فمره فليخطب فإنه سيغنى في الخطبة فيسقط من أنفس الناس ، فأتى عليهم ، فلم يزالوا به حتى أمره ، فقام الحسن بن على على المنبر دون معاوية ، فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : والله لو ابتغيتم بين الخ ------

اس روایت میں بیعت کا ذکر ہے مگر اس کے آگے ہی الفاظ ہیں کہ امام حسن ع نے معاویہ کو فتنہ قرار دیا منبر پر چڑھ کر اور سورۃ انبیاء آیت 111 تلاوت فرمائی

(الطبقات الکبیر)

حدثنا أبو أسامة قال حدثنا هشام عن أبيه قال: كان قيس بن عبادة مع علي مقدمته , ومعه خمسة آلاف قد حلقوا رءوسهم بعدما مات علي ,

فلما دخل الحسن في بيعة معاوية أبى قيس أن يدخل , فقال لأصحابه: ما شئتم؟ إن شئتم جالدت بكم أبدا حتى يموت الأعجل , وإن شئتم أخذت لكم أمانا , فقالوا له: خذ لنا أمانا , فأخذ لهم أن لهم كذا وكذا ولا يعاقبوا بشيء ; وإني رجل منهم , ولم يأخذ لنفسه شيئا , فلما ارتحلوا نحو المدينة

ضى بأصحابه جعل ينحر لهم كل يوم جزورا حتى-

جناب عروہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد بن عبادہ جناب علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لشکر کے اگلے حصّے میں رہے تھے، اور ان کے ساتھ پانچ ہزار افراد تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اپنے سروں کو منڈوالیا تھا، پس جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ معاویہ کی بیعت میں داخل ہوگئے تو قیس نے بیعت میں داخل ہونے سے انکار کر دیا، پھر اپنے ساتھیوں سے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں لے کر ہمیشہ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ ہم میں سے پہلے مرنے والا مر جائے، اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے امان طلب کرلوں، وہ کہنے لگے آپ ہمارے لئے امان طلب

کر لیں، چناچہ انہوں نے ان کے لئے کچھ شرائط اور معاوضے کے ساتھ صلح کر لی، اور شرط ٹھہرائی کہ ان کو کسی قسم کی سزا نہ دی جائے، اور یہ کہا کہ میں ان کا ایک فرد ہوں گا، اور اپنے لئے کوئی شرط نہیں لگائی، جب وہ مدینہ کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلے تو سارے راستے میں روزانہ ان کے لئے ایک اونٹ ذبح کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔

المصنف ابن ابی شیبہ

اس روایت میں کہا گیا کہ امام حسن ع نے اپنے لیے کوئی شرط مقرر کی جبکہ صحیح بخاری کی حدیث میں واضح الفاظ ہیں کہ آپ نے وہ خمس کی شرط رکھی رسول ص کے قرابت داروں کے لئے قرآن کے حکم کے مطابق۔

امام حسن (ع) نے تو اُمت کے خون کے تحفظ کی خاطر معاویہ سے صلح کی تو معاویہ نے صلح حسن (ع) کا کیسے لحاظ رکھا ملاحظہ کیجئے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يكَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ، فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً ؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّ أَنَا صَدَقْتُ، فَصَدِّقْنِي وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ، فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا

مِمَّا أَخَذَ فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ

خالد بن معدان فرماتے ہیں مقدام بن معدی کرب عمرو بن اسود اور بنی اسد کے " قنسرین کے رہنے والے ایک شخص معاویہ بن ابی سفیان کے پاس آئے، تو معاویہ نے مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو خبر ہے کہ حسن بن علی علیہما السلام کا انتقال ہو گیا؟ مقدام رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر « انا للہ وانا الیہ راجعون » پڑھا تو معاویہ نے اِن سے کہا: "کیا آپ اسے کوئی مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: ”یہ (حسن علیہ السلام) مجھ سے ہے، اور حسین (ع) علی (ع) سے“۔ یہ سن کر اسدی نے کہا: ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا تو مقدام نے کہا: آج میں آپ کو ناپسندیدہ بات سنائے، اور ناراض کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہوں نے کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کریں، اور اگر میں جھوٹ کہوں تو جھٹلا دیں، معاویہ بولے: میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا

ہے؟ معاویہ نے کہا: ہاں۔ پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں معلوم ہے، پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں معلوم ہے۔ تو انہوں نے کہا: معاویہ! قسم اللہ کی میں یہ ساری چیزیں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں؟ تو معاویہ نے کہا: مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تمہاری نکتہ چینیوں سے بچ نہ سکوں گا۔ خالد کہتے ہیں: پھر معاویہ نے مقدام کو اتنا مال دینے کا حکم دیا جتنا ان کے اور دونوں ساتھیوں کو نہیں دیا تھا اور ان کے بیٹے کا حصہ دو سو والوں میں مقرر کیا، مقدام نے وہ سارا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، اسدی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام سخی آدمی ہیں جو اپنا ہاتھ کھلا رکھتے ہیں، اور اسدی اپنی چیزیں اچھی طرح روکنے والے آدمی ہیں

(سنن ابی داود حدیث رقم: 4131 , مسند احمد حدیث رقم: 17123 وسندہ صحیح)

1) امام ذھبی رحمہ اللہ نے اِس روایت کی سند کو قوی قرار دیا ہے

(سیر اعلام النبلاء ج3 ص158،159)

2) شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اِس روایت کی سند کو حسن قرار دیا

(سنن ابی داود رقم: 4131 تحکیم شیخ زبیر علی زئی: حسن)

3) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اِس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا

(سنن ابی داود رقم: 4131 تحکیم البانی: صحیح)

4) شیخ حمزہ احمد الزین نے اِس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا

(مسند احمد رقم: 17123 تحکیم حمزہ احمد الزین: صحیح)

(5 شیخ عیسی موسی الھادی نے اِس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے

(سنن ابی داود رقم: 4131 تحکیم عیسی موسی الھادی: صحیح)

دار الحدیث کے محققین دکتور عبد القادر عبد الخیر، دکتور سید محمد سید اور اُستاذ سید (6
ابراھیم نے بھی اِس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا

(سنن ابی داود رقم: 4131ط دار الحدیث قاھرۃ)

(7 شیخ نبیل بن منصور نے اِس روایت کو صحیح قرار دیا

(انیس الساری ص1240 تحکیم نبیل بن منصور: صحیح)

8) علل حدیث کے ماہر سمجھے جانے والے ٹاپ سلفی عالم شیخ مصطفی العدوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی اِس روایت کو صحیح قرار دیا

(صحیح المسند من فضائل الصحابۃ ص 261)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے

وَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ مِنْ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَعْرِفُ قَدْرَ أَهْلُ الْبَيْتِ حَتّى قَالَ مَا قَالَ . فَإِن مَوْت الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ وجزى اللَّه الْمِقْدَام وَرِضَى عَنْهُ فَإِنَّهُ مَا سَكَتَ عَنْ تَكَلُّمِ الْحَقِّ حَتَّى أظهره وَهَكَذَا شَأْنُ الْمُؤْمِنِ الْكَامِلِ الْمُخْلِص

اور معاویہ پر انتہائی تعجب ہے کہ اُس نے اھل بیت علیھم السلام کی قدر و منزلت نہ پہچانی حتیٰ کہ یہ تک کہہ دیا جو کہ اُس نے کہا۔ بیشک امام حسن مجتبیٰ (ع) کی موت بڑی مصیبتوں میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے۔ وہ حق بات کہنے سے خاموش نہ ہوئے اُنہوں نے اِس کا اظہار کیا اور یہی ایک کامل اور مخلص مومن کی شان ہے۔ "

(عون المعبود بشرح سنن ابی داود ج6 ص194)